حضرت محمد ہاشم شاہؒ

میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کس ولی اللہ کے حالات زندگی ضبط تحریر میں لاؤں' فیصلہ نہیں کر پار رہا تھا کہ ایکا ایکی فضا میں کسی کے گانے کی درد بھری آواز ابھری۔ ہمہ تن گوش ہو گیا کوئی گا رہا تھا۔ ۔

طالب توڑ جہاں دلوں پھیر ہوگ غلام جہان تیرا
دلوں حرص جہان دی چھوڑ میاں پھیر کل جہان مکان تیرا

کوئی ناں نشان نہ چاہ بھائی سدا جھولدا دھگ نشان تیرا
ہاشم شاہ ایہ عاجزی کیمیا ہے ایویں ہووسی کاج آسان تیرا

کلام میں درد' کسک معرفت اور کشش تھی۔ حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی سیف الملوک کے خالق حضرت میاں محمد کی کتاب میں پڑھا تھا یا پھر آپ کا نام نامی شیریں فرہاد' سسی پنوں اور سوہنی مہینوال کے قصوں کے لئے زبان

زد خاص و عام ہے۔ آپ کا کلام سننے کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ محض شاعر ہی نہیں بلکہ طریقت و معرفت کے سمندر کے بھی شناور ہیں۔ اس تلاش میں تھا کہ آپ کے حالات زندگی معلوم ہوں، حسن اتفاق سے میری ملاقات حضرت سید غلام نبی شاہ قادری مدظلہ العالی سے ہو گئی جو حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پڑپوتے تھے۔ انہوں نے مجھے حوصلہ بخشا کہ میں اس عظیم بزرگ کے حالات زندگی قلم بند کروں۔

آپ کے والد بزرگوار سید حاجی محمد شریف کے پانچویں پشت کے جدامجد حلب سے مدینتہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تحصیل علم تشریف لائے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔ سید حاجی محمد شریف کی ولادت یہیں ہوئی۔ بڑے ہو کر اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چالیس سال تک درس و تدریس کی خدمت سرانجام دی۔ چالیس حج کئے۔

آپ عرب کے ایک بزرگ سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، نہایت حلیم الطبع منکسر المزاج اور سرچشمہ فیض و الطاف تھے۔ اس عابد و زاہد کے ہاں ۲۲ رجب المرجب ۱۱۴۸ ہجری میں قبل از طلوع آفتاب ایک باسعادت بچے نے جنم لیا جس کا نسب پندرھویں پشت میں غوث الثقلین حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا تھا۔ بوقت پیدائش آپ کی والدہ محترمہ نوے سال اور والد ماجد کی عمر پچانوے سال تھی جو کہ بچہ پیدا کرنے کی عمر نہیں ہوتی، لہٰذا آپ کی ولادت کو ظاہرا" کرامت تصور کیا جاتا تھا۔ اس موقعہ پر اس وقت کی متعدد ہستیوں نے اہل خانہ کو مبارکباد دی۔ اس وقت سوائے اہل نظر و معرفت کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ نومولود بچہ مستقبل میں نامور صوفی شاعر اور عظیم روحانی پیشوا ہو گا۔

ایسی مبارک ہستیوں کے بچپن سے ہی عادات و اطوار دوسروں سے جداگانہ ہوتے ہیں۔ آپ عام بچوں کی طرح رونے کی بجائے خوش و خرم رہا کرتے تھے۔ والدہ محترمہ وقت پر دودھ پلا کر لٹا دیتی تھیں اور آپ آرام سے لیٹے رہتے تھے،

یہاں تک کہ ماں کے کپڑے اور بستر بھی ہمیشہ پاک و صاف رہتا تھا اور بول و براز اس وقت کرتے جب والدہ کراتی تھیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم کا سہرا آپ کے والد گرامی کے سر پر ہے اور دینی و دنیاوی علوم انہیں سے حاصل کئے۔ آپ بڑے ذہین و فطین تھے، بہت جلد عربی، فارسی حکمت، نجوم، پنجابی اور سنسکرت میں مہارت حاصل کر لی۔ آپ صاحب کرامت ولی اللہ تھے لہٰذا حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے راہ سلوک کی منازل بھی باپ کی زیر نگرانی طے کیں۔ اس لئے باپ ہی آپ کے مرشد تھے۔ اس کا تذکرہ آپ نے فارسی اشعار میں کیا تھا، فرماتے ہیں کہ جسے حاجی الحرمین محمد شریف کا سایہ مل گیا اسے دو جہان کی عزت اور مراد مل گئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ایسا رہبر ملا اور میں والد قدر شہنشاہ کے تصور میں رہتا ہوں۔ آپ نے باطنی طور پر حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی اکتساب فیض کیا اور والد ماجد کی وفات کے بعد اکثر اپنے والد کے مزار پر حاضر رہتے اور چودہ علوم پر حاوی ہوئے۔

ابھی آپ چار سال کے تھے کہ آپ کے والد کو ہندوستان جانے کا حکم ملا۔ تعمیل ارشاد کے لئے فوراً رخت سفر باندھا اور جگدیو کلاں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں جو گرو کے باغ سے ایک میل کے فاصلہ پر نہر اپر باری دوآب کے دائیں طرف واقع ہے قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہیں باپ سے فقہ، اصول، معقول، نص حدیث، منطق و فلسفہ تفسیر اور استدلال میں ید طولیٰ حاصل کیا۔

آپ یگانہ روزگار، مرد حق، زاہد شب زندہ دار تھے۔ نور معرفت الٰہی سے آپ کا چہرہ مبارک دمکتا رہتا تھا۔ حکام وقت بھی آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بلااجازت کسی کو بولنے کی جرات نہ پڑتی تھی۔ علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے کہنہ مشق ادیب و شاعر آپ کے سامنے دم نہ مار سکتے تھے، یہ سب کچھ آپ نے انیس برس کی عمر تک سیکھ لیا تھا۔ بزرگ باپ جب اس دنیا سے

رخصت ہو رہے تھے تو بیٹے کو پاس بلایا' پیشانی پر بوسہ دیا اور تمام دولت معرفت بیٹے کے سینے میں منتقل کر دی اور اپنی بیوی کو ہاشم کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔

والد کی فوتیدگی کے چھ ماہ بعد والدہ محترمہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اب اس دار فانی میں آپ کے دو بھائی سید رحمت اللہ شاہ اور سید قاسم شاہ رہ گئے تھے جن میں سے موخرالذ چھوٹی عمر میں ہی لاولد فوت ہو گئے تھے۔ آپ ہر وقت وضو میں رہتے تھے۔ اکثر مراقبہ میں اپنے رب سے لو لگائے بیٹھے رہتے تھے۔ ایفائے وعدہ' رحملی' پاکیزگی و طہارت کی صفات عالیہ سے متصف تھے آپ کو صرف دو ہی کام تھے یادالٰہی اور تبلیغ حق۔ لنگر کا یہ عالم تھا کہ روزانہ بے شمار لوگ کھانا کھاتے تھے۔ اکثر خود تقسیم کرتے تھے' تلامذمہ و مریدین کی روحانی تربیت بھی فرماتے تھے تاکہ جادہ حق روشن ہو اور معرفت الٰہی سے روشناس ہوں۔ اہل دنیا کو مشکلات کا حل بھی بتاتے تھے تاکہ جب ان کا بوجھ ہلکا ہو تو رخ اپنے مولا کریم کی طرف کریں۔ الغرض جو بھی آتا اس کی حاجت پوری ہوتی تھی۔ دنیا کے ساتھ دین بھی لے کر جاتا تھا۔ ادب' تہذیب اور متانت بچپن سے ہی آپ کا طرہ امتیاز تھی۔ زبان کو کبھی ناپسندیدہ الفاظ سے میلا نہیں کیا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ "زبان کی حفاظت میں امن پنہاں ہے۔" اس حال پر حضرت فضل شاہ قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زبان لغوگوئی کے لئے نہیں' یہ جب بھی کھولو دوسروں کی بھلائی کے لئے کھولو اور کسی کو نقصان پہنچانے کے اسے کھولنے کا حکم ہی نہیں ہے۔

آپ کی شادی باپ نے اپنے عزیزوں میں سے ایک بھائی اور مرید خاص کی دختر سے کر دی تھی جو مدینہ منورہ سے ان کے ساتھ آیا تھا۔ ان کے بطن سے دو لڑکے پیر محمد شاہ اور سید محمد عرف ننھے شاہ ہوئے جن میں سے اول الذکر نے اپنے باپ سے فقہ و حدیث اور دیگر علوم کی تحصیل کی اور موخرالذکر نے اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ کا انتقال آپ

کے وصال سے ایک سال قبل ۱۲۵۸ ہجری میں ہو گیا تھا۔

جگدیو کلاں جہاں آپ مقیم تھے آپ کی نسبت اور بزرگی کی وجہ سے اس جگہ کا نام ہاشم شاہ پڑ گیا تھا۔ آج اس گاؤں میں ایک مسلمان بھی نہیں ہے۔ لیکن وہاں کے مکین جو غیر مسلم ہیں اب بھی آپ کے نام کی مالا جپتے ہیں اور کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک دفعہ وبا پھیل گئی' بے شمار لوگ لقمہ اجل بن رہے تھے' آپ نے منادی کرادی کہ جو مریض ہمارے کنویں سے پانی پیئے گا اللہ اس کو شفا دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا آج بھی عقیدت مند اس کنویں کا پانی پی کر صحت یاب ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں دریائے راوی پڑتا تھا۔ دریا میں طغیانی تھی کشتی بھر چکی تھی چند مسافر باقی تھے ملاحوں کی منت سماجت کرنے پر ان کو بھی سوار کر لیا گیا۔ آپ کے مریدین نے کشتی روکنے کو کہا لیکن ملاح نہ رکے۔ بذریعہ کشف آپ پر منکشف ہو گیا کہ مریدین سوچ رہے ہیں کہ کیا اب یہیں بسیرا کرنا پڑا گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

" ادھر ادھر دیکھو شاہد کہیں پانی پایاب ہو۔"

حضور اس طغیانی کے عالم میں دریا پایاب کہاں ہو گا۔ مریدین بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور کشتی والوں سے پہلے دریا عبور کر لیا۔ روحانی پیشوا ہونے کے علاوہ بے مثال شاعر بھی تھے۔ اشعار کی زبان میں آپ نے معرفت الہٰی' پند و موعظمت اور اسرار و رموز کے خوش رنگ موتی بکھیر دیئے ہیں۔ جب کوئی پڑھتا ہے تو ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور جس موضوع پر قلم اٹھایا اسے عشق حقیقی اور معرفت اللہ سے رنگ دیا فرماتے ہیں۔

دال دکھ نوں ہٹاوناں ایں تاں توں سکھ جہاں داٹول ناہیں
سکھ پاوناں ایں تاں توں میٹ اکھیں سکھ کسی دا ویکھ کے ڈول ناہیں

اساں ویکھیا سکھ جہان والا میاں دکھ ہے ایس نوں پھول ناہیں
ہاشم شاہ میاں ایہو فائدہ ہے کوئی لکھ آکھے مونہوبول ناہیں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ۔

ذال ذکر زباں دا چھوڑ میاں تیرا مکر ہے جگت رجھاونے نوں
پھاہی دنیے دی لوگ پھلاونے نوں جی چاہندا شیخ کہاونے نوں

ذکر حق دا جان دے نال کریئے نہیں آکھیا کوک سناونے نوں
ہاشم شاہ ایہ بھید رسائی دا کون سکھدا کھول دکھاونے نوں

فارسی کلام میں ایک جگہ فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے ۔
" محبوب حقیقی کے ذکر میں مست رہنے والا بہشت کو ایک کوڑی میں بھی نہیں خریدتا۔ اس کے لئے گوشہ قناعت دوجہان کی نعمتوں سے زیادہ لذیذ اور خوش مزہ ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے محبوب کی یاد میں منہمک رہتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے ۔
" عجز و انکسار اختیار کرنا بھی دراصل بلندی کا نشان ہے۔ خود کو بلند خیال کرنا اور تکبر کا دامن پکڑنے سے وبال ہی آتا ہے۔"

آپ کی تصانیف میں سے سسی پنوں، سوہنی مہینوال، ہیر رانجھا، لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، محمود شاہ غزنوی، دوہڑے، ڈیوڑھے، سہ حرفیاں، بارہ ماہ کافیاں، غزلیات، مدحیات، مناجات، خضرنامہ، پوتھی۔ حکمت کلیات ہاشم، جہاں بہار مثنوی، دیوان راج نیتی، گیان مالا، چنتا، ہر زبدۃ الرمل شلوک، کبت سوئیے، کام دوہین موجود ہیں جو پنجابی، ہندی، عربی، گورمکھی، سنسکرت، برج بھاشا اور دیوناگری میں ہیں۔ ان میں سے چند زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

ایک روز حضرت ہاشم شاہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے علم و حکمت کا دریا

موجزن تھا۔ حاضرین محفل اپنی اپنی بساط طلب اور علم کی روشنی میں مختلف امور کے بارے میں دریافت کر رہے تھے اور آپ سوال کرنے والے کی ذہنی استطاعت کے مطابق جواب سے سرفراز فرما رہے تھے۔

سوال : نفع و نقصان کس کو کہتے ہیں ؟

جواب : نفع وہ ہے جو ساتھ جائے اور نقصان وہ ہے جو وفا نہ کرے۔

سوال : اللہ کی محبت کس چیز سے پیدا ہوتی ہے؟

جواب : حلم سے۔

سوال : حلم کس طرح پیدا ہوتا ہے ؟

جواب : اچھا لباس پہننا' اچھا اور زیادہ کھانا پینا چھوڑ دینے سے معرفت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

سوال : حیات جاوداں کس طرح پائی جاتی ہے ؟

جواب : نیست ہو کر۔ نیست وہ ہے کہ دنیا سے نابود ہو اور دنیا اس کے سامنے نابود ہو۔ یہ مقام عشق سے حاصل ہوتا ہے اور عشق ایک آگ ہے کہ جو کوئی اس میں گرتا ہے آگ ہو جاتا ہے۔

سوال : انسان اپنے نفس پر کس طرح حاکم ہو ؟

جواب : جو کام کرے نفس کے خلاف کرے اور دنیا کو فنا ہونے والی جانے۔

سوال : وہ کونسی کھیتی ہے جو ایک ذہن میں بوتے اور دوسرے ذہن سے کاٹتے ہیں؟

جواب : نیکی اور بدی کی کہ اس دنیا میں بوتے اور عاقبت میں اس کا بدلہ ملتا ہے۔

سوال : اللہ کی خوشنودی کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے۔

جواب : ماں باپ بیکسوں اور شکستہ دلوں کی خوشنودی سے۔

سوال : نیک بخت کیسے پہچانا جاتا ہے ؟

جواب : تین علامتوں سے (۱) علم کی طلب کرنے والا۔ (۲) سخاوت کرنے والا۔ (۳) خندہ رو۔

سوال : زبان ' بدن اور روح کس سے پاک ہوتی ہے ؟

جواب : حلال کھانے' سچ بولنے' پرہیزگاری اور بے ریائی سے۔

۱۲۵۹ ہجری میں ۲۶ رمضان المبارک کو آخری جمعتہ المبارک تھا۔ نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے' نماز سے فارغ ہوئے تو یکدم طبیعت ناساز ہو گئی۔ فوراً آپ کو گھر لایا گیا لیکن ایک گھنٹے کے اندر اندر اپنے خالق حقیقی کے پاس تشریف لے گئے۔ آن واحد میں آپ کے وصال کے خبر دور و نزدیک پھیل گئی۔ بے شمار لوگ جن میں مریدین' عقیدت مند ' مداح اور برگزیدہ ہستیاں شامل تھیں اس مردِ باصفا اور ولی اللہ کی زیارت اور نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہو گئے۔ وصیت کے مطابق آپ کو تھرپال نزد رعیہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں لا کر سپردخاک کر دیا گیا۔

آپ کا عرس مبارک ہر سال ۴ جون کو منایا جاتا ہے۔ دور و نزدیک سے لوگ عرس میں شریک ہوتے اور عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرتے ہیں اور فیوض و برکات سے بہرور ہوتے ہیں۔

آپ کی زندگی سے یہ سبق ملتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اس کی زبان پر حق بولتا ہے۔ مخلوق خدا کو اس سے سکھ ملتا ہے اور پیچھے آنے والوں کے لئے راہیں روشن ہو جاتی ہیں۔ عجزوانکساری موجب رحمت خداوندی اور تکبر باعث وبال ہے اس لئے عجز کو اختیار کرنا چاہیے۔